

## بائبل کا قورح ہی قرآن کا قارون ہے

محمد یاسین عابد صاحب نے 'الشریعہ' کے فروری ۲۰۰۶ کے شمارے میں میرے ایک مضمون "قرآن کا نظریہ مال و دولت قصہ قارون کی روشنی میں" (الشریعہ، دسمبر ۲۰۰۵) کو تنقید سے نوازا ہے اور متعدد سوالات اٹھائے ہیں۔ افسوس کہ ان کا انداز بیاں بڑا جارحانہ اور علمی حیثیت سے گرا ہوا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "غالباً ڈاکٹر صاحب نے کبھی بائبل کھول کر نہیں دیکھی اور سنی سنائی اور غیر مستند معلومات کی بنیاد پر مذکورہ عبارت تورات کی طرف منسوب کر دی۔"

اب میں تو کوئی جارحانہ اسلوب اختیار نہیں کرتا، ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ کبھی کراچی آئیں اور میرا نسخہ بائبل دیکھیں جو بیسیوں تنقیدی حواشی سے بھرا ہوا ہے۔ بائبل جس کو وہ بہت مستند اور لائق اعتماد کتاب قرار دے رہے ہیں، اس کے کچھ عجیب و غرائب شرافت و نبوت ہی کے منافی نہیں، انسانیت کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ ہیں۔ ساتھ ہی یہ نسخہ ایسے حواشی سے بھرا ہوا ہے جو بعض انبیاء علیہم السلام اور خاص طور پر موسیٰ علیہ السلام و فرعون کے قصے کے حوالے سے قرآنی بیانات سے متعلق ہیں۔ پہلی قسم کے حواشی سے قرآن کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہود نے توراہ میں تحریف کی ہے، اور دوسرے قسم کے حواشی سے توراہ کے بارے میں قرآن کے بیان "مصدق لما بین یدیه" کی تصدیق ہوتی ہے۔

جناب ناقد نے یہودی قورح کے دفاع میں جو کچھ لکھا ہے اور جس طرح خود بائبل کے بیانات سے تجاہل برتا ہے، اس کی امید کسی یہودی ہی سے کی جاسکتی تھی۔ اس سب کی تردید تو اپنی جگہ آئے گی، لیکن پہلا سوال یہ ہے کہ جناب ناقد نے اپنے مضمون کی ابتدا میں محمد اسلم رانا مرحوم کے پندرہ سال قبل شائع ہونے والے مضمون کو، جو قارون و قورح سے متعلق ہے، اپنی تنقید کی بنیاد بنایا ہے، جو ان کے بیان کے مطابق کسی "لمذہب" میں چھپا تھا۔ یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ قورح کے متعلق جو بیانات موصوف کے مضمون میں ہیں، یا اس میں بائبل کے جو حوالے ہیں، وہ مرحوم اسلم رانا صاحب کا فیضانِ قلم ہے، یا جناب ناقد کی اپنی تحقیقِ اہنق ہے۔ بہر حال انھوں نے جو سوالات اٹھائے، ان کی وضاحت ضروری ہے جو ترتیب وار عرض ہے:

۱۔ جناب ناقد کا اعتراض یہ ہے کہ میں نے قارون کو توراہ کا قورح سمجھ رکھا ہے، جو ان کی دانست میں غلط ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ قارون کو قورح میں نے ہی نہیں سمجھ رکھا ہے، بلکہ ہمارے تمام قدیم مفسرین اور عصر حاضر کے بعض

☆ 5-P، خیابان سحر، فیز 6، ڈیفنس۔ کراچی

ممتاز پاکستانی و ہندوستانی مترجمین و مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے۔ جس تو روح کا شجرہ نسب جناب ناقد نے بائبل سے نقل کرنے میں بڑی سرمغزی کی ہے، یا مرحوم اسلم رانا کے مذکورہ بالا مضمون سے حرف بحرف نقل کیا ہے، یہی شجرہ نسب ہمارے قدیم ترین عظیم مفسر، تیسری صدی ہجری کے امام طبری نے اپنی تفسیر میں سورہ قصص کی متعلقہ آیت کے ضمن میں قارون کا دیا ہے: ”قارون بن یصہر بن قاہش بن لاوی بن یعقوب“ اور یہی اپنی مشہور و معروف تاریخ کی پہلی جلد میں قارون کے ذکر میں بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے صحابی رسول ﷺ اور مشہور مفسر قرآن عبداللہ ابن عباسؓ اور ان کے شاگردوں مجاہد وغیرہ کے اقوال نقل کیے ہیں، اور وضاحت کی ہے کہ یہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور ان کے شاگرد تابعین کے بیانات (یعنی قارون ہی توراہ کا قورح ہے) اس لیے مستند ہیں کہ ان کا ماخذ ان یہودی علما کے اقوال و بیانات ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے، جیسے عبداللہ بن سلام، کعب بن مالک، اور وہب بن منبہ وغیرہ۔ مزید یہ کہ انہی تابعین میں ایک مشہور تابعی ابن جریج (عبداللہ بن عبدالعزیز) ہیں جو امام ابوحنیفہؒ کے معاصر تھے اور جن کے دادا جریج ایک رومن عیسائی تھے۔ انہوں نے قارون کا وہی شجرہ دیا ہے جو قورح کا ہے۔

یہی بات مفسر زنجیزی اور قرطبی وغیرہ نے لکھی ہے، اور بائبل کے بیانات کے مطابق قورح ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ قدیم عرب مفسرین و مورخین کے علاوہ عہد حاضر کے انگریزی مترجم و مفسر قرآن عبداللہ یوسف علی، مولانا عبدالمجید ریادی (انگریزی تفاسیر) اور مولانا مودودی نے بھی قارون کو بائبل کا قورح لکھا ہے۔

اب کہیں یا سین عابد صاحب یہ اعتراض نہ کر بیٹھیں کہ توراہ کے شجرہ نسب میں قورح کے باپ کا نام اضہار اور اس کے دادا کا نام قہات ہے، جبکہ دونوں کے نام طبری وغیرہ اسلامی ماخذ میں علی الترتیب یصہر اور قاہش ہیں۔ اس بے بنیاد کمانہ شبہہ کے جواب میں عرض ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام توراہ کی کتاب پیدائش میں مسلسل چھ اصحاب (۱۶۲۱۱) میں ’ابراہم‘ مذکور ہے اور طرفہ تماشائیہ کہ اصحاب ۱۷:۵ کے بعد سے وہ نانوے سال کی عمر میں ’ابراہم‘ سے ’ابراہام‘ ہو گئے اور اللہ نے ان کا یہ نام بدلا۔ علاوہ ازیں بائبل میں حضرت اسحاق علیہ السلام کا نام اسحاق، یونس علیہ السلام کا نام یوناہ اور یحییٰ علیہ السلام کا نام یوحنا ہے، اور انگریزی بائبل میں تو یہ نام بہت ہی مختلف ہیں۔ لوط، یعقوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے نام علی الترتیب Lot, Jacob, Joseph, Moses, Aaron لکھے ہیں۔ اب یا سین عابد صاحب بتائیں کہ کیا قرآن میں مذکور انبیا اور بائبل میں مذکور یہ انبیا ایک دوسرے سے مختلف ہیں؟ اس خیال است و مجال است و جنوں۔ قارون و قورح کے شجرہ نسب کے ایک ہی ثابت ہونے کے بعد اس میں کوئی شک نہیں رہتا کہ قارون بائبل کا قورح ہے۔ ’قارون‘ نام، شمعون، شیرون کے اوزان پر عبرانی نام ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جیسے حضرت ابراہیم کے والد کا نام قرآن میں آذر (سورہ الانعام، آیت ۷۴) اور بائبل کی کتاب پیدائش میں تارح ہے، جن کے مابین توفیق علما نے اس طرح کی ہے کہ ایک ان کا اصلی نام ہوگا اور ایک عرف یا لقب، اسی طرح قارون اور قارح بھی ایک ہی شخص کے دو مختلف نام ہوں، خاص طور پر یہ کہ ان کا شجرہ نسب ایک ہی ہے۔ یہی معاملہ قرآن کے طاہوت (سورہ البقرہ ۲۴۳) اور بائبل کے ساؤل کا ہے۔

قرآن کریم کے صریح بیانات کے مطابق توراہ و اناجیل اربعہ وغیرہ (بائبل، عہد قدیم و عہد جدید) تحریف شدہ کتابیں ہیں: فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَتْ رُؤْيَا بِهِ تَمَنَّا

قَلِيلًا“ (البقرة، ۷۹) یعنی ”ہلاکت ہے ان (یہودیوں) کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ لیتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس طریقے سے کچھ پیسے حاصل کر سکیں۔“ اور دوسری جگہ ہے: ”يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهَا“ (النساء، ۴۶) یعنی ”وہ لوگ جو اپنے آپ کو یہودی کہنے لگے، ان میں سے کچھ لوگ (اللہ کے) کلمات ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں۔“ یہ بھی ممکن ہے کہ تورح کے بارے یہودیوں نے بائبل میں تحریف کی ہو۔

قارون اور تورح کے ایک ہی شخص ہونے کے بارے میں مزید ایک بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مصر کے بادشاہ کا لقب قرآن و بائبل میں ’فرعون‘ مذکور ہے۔ یہ مصری لقب جو مصر کے تمام بادشاہوں کا لقب تھا، اصل میں ’پر+عو‘ یا ’فر+عو‘ دو لفظوں سے مرکب تھا، جس کا معنی ہے ’عظیم محل‘، یا قصر اعظم۔ انگریزی نام Pharaoh میں لفظ کی اصل مصری صورت بڑی حد تک باقی ہے۔ لفظ فرعون کی یہ تشریح مصر قدیم سے متعلق کتابوں اور خاص طور پر موسسہ فرانکلین کی طرف سے شائع ہونے والی ایک جلدی ضخیم انسائیکلو پیڈیا ’الموسوعة العربية المیسرة‘ میں ہے جو ممتاز مصری مورخین و محققین و ماہرین آثار کے قلم سے ہے۔ اس میں لفظ کی مذکورہ بالا تشریح کے بعد لکھا ہے کہ یہ لفظ ’پر+عو‘ شاہی قصر کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ پھر خود مصر کے بادشاہوں کے لیے استعمال ہونے لگا، جس طرح ’الباب العالی‘ (بلند دروازہ، Sublime Porte) کا اطلاق ترکی سلاطین پر ہوتا ہے۔ (الموسوعة العربية المیسرة، قاہرہ ۱۹۶۵ء، ص ۱۲۹)

۲۔ تورح کی فراوانی دولت سے متعلق میں نے ایک اقتباس بائبل کا حوالہ دے کر نقل کیا تھا۔ اس پر جناب ناقد صاحب کا ارشاد ہے: ”یہ عبارت بھی گنتی باب ۱۶ میں نہیں ہے بلکہ ہمیں تو پوری کوشش کے باوجود پوری بائبل میں کہیں نہیں مل سکی۔ غالباً ڈاکٹر صاحب نے کبھی بائبل کھول کر نہیں دیکھی اور سنی سنائی اور غیر مستند معلومات کی بنیاد پر مذکورہ عبارت تو رات کی طرف منسوب کر دی۔“

میری عربی، انگریزی وارد و تصانیف پڑھنے والے جانتے ہیں کہ میں سنی سنائی معلومات درج کرنے کا خونگ نہیں۔ یاسین عابد صاحب بھی میری دو اردو کتب ”تحقیقات و تاثرات“ اور ”خانوادہ نبوی و عہد بنی امیہ“ میں میرے انداز تحقیق کو دیکھ سکتے ہیں۔ میرا زبردست مضمون دروس قرآن کے ضمن میں ایک دعوتی و اصلاحی نوعیت کی کاوش ہے۔ یہ قارون (تورح) سے متعلق کوئی تحقیقی مقالہ نہیں اور اہل علم میں قارون کے متعلق جو باتیں معروف ہیں (ان میں یہ بھی ہے کہ وہی بائبل کا تورح ہے) میں نے بغیر حوالے کے لکھ دی تھیں، کیونکہ بنیادی طور پر اس لیکچر (درس قرآن) میں آنے والے عام تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ اب اگر مضمون نگار صاحب نے اپنے انتہائی محدود مطالعے اور صرف بائبل یا توراہ (جو قرآن کے مطابق تحریف شدہ ہے) پر کئی اعتماد کرتے ہوئے میری بات کو سنی سنائی اور غیر مستند سمجھا ہے تو ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ تورح کی فراوانی دولت کا بیان پہلی صدی عیسوی کے ممتاز یہودی مورخ یوسفوس (Josephus) نے اپنی مشہور کتاب Antiquities of the Jews میں کیا ہے جس کو مرحوم مولانا عبد الماجد دریابادی نے اپنی انگریزی تفسیر ماجدی (جلد ۳، ص ۳۵۳) میں نقل کیا ہے۔ یہ اقتباس درج ذیل ہے:

"Corah, an Hebrew of principal account, both by his family and by his wealth, saw that Moses was in an exceedingly

great dignity, and was uneasy at it, and envied him at that account (he was of the same tribe with Moses, and of kin to him) being particularly grieved, because he thought he better deserved that honourable post on account of his great riches, and as not inferior to him in his birth."

”تورح ایک ممتاز حیثیت کا یہودی تھا، اپنی خاندانی حیثیت سے بھی اور اپنی دولت کے سبب سے بھی۔ اس نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو انتہائی بلند عظمت حاصل تھی۔ وہ اس بات سے ناخوش تھا اور اس وجہ سے اس نے حسد کرنا شروع کر دیا (وہ موسیٰ کے قبیلے ہی سے تھا اور ان کا ایک قرابت دار تھا) اس کو خاص طور پر شکایت یہ تھی کہ وہ اپنی بے انتہا دولت کے سبب اور اس وجہ سے بھی کہ وہ خاندانی وجاہت میں موسیٰ سے کم نہ تھا، اس معزز منصب کا زیادہ مستحق تھا جو موسیٰ کو حاصل تھا۔“ (Antiquities iv.2:2)

یوسفوس کے اس بیان میں تورح کی فراوانی دولت کی طرف واضح اشارہ ہے اور وہ یہ بھی یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ خاندانی وجاہت کے ساتھ وہ اپنی کثیر دولت کے سبب اپنے آپ کو اس عالی مقام (نبوت) کا زیادہ اہل سمجھتا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا۔ اس اقتباس میں تورح کی فراوانی دولت کا واضح و بکر ذکر ہے۔ یاد رہے کہ قدیم یہودی تاریخ کے بارے میں یوسفوس انتہائی مستند ماخذ ہے۔ اس کا پورا نام فلائیوس یوسفوس تھا اور اس کا زمانہ ۳ء تا ۹۵ء ہے۔ یہودیوں نے اس کو ۶۶ء میں فلسطین کے شہر جلیلی (Galili) کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اس کے رومن حکومت سے اچھے تعلقات تھے۔ یہ روم بھی گیا تھا، اور اس کو پورے رومن (Roman) شہری حقوق حاصل تھے۔ اس نے مذکورہ بالا کتاب کے علاوہ یہودیوں اور ان کی جنگوں کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ وہ یہودیوں کا ایک مذہبی رہنما (کاہن) اور مورخ و سیاستدان تھا۔ اس نے یہودیوں کی مدافعت میں بہت کچھ لکھا اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہا ہے۔ (الموسوعۃ العربیۃ المیسرۃ ۵، ص ۱۹۲)

اس سب کے پیش نظر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ یہودی مورخ اپنے ہم قوم یہودیوں کا دشمن تھا۔ یوسفوس کی یہ کتاب آسانی سے دستیاب نہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا عبدالماجد دریا بادی مرحوم کو جنہوں نے کتاب کا یہ اقتباس اپنی انگریزی تفسیر میں محفوظ کر لیا ہے۔ تمام انگریزی تفسیر میں ان کی یہ انگریزی تفسیر اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ اس میں بیسیوں ایسی کتابوں کے حوالے ہیں جو ان کے ذاتی مکتبہ میں تھیں۔ اب یاسین عابد صاحب بتائیں کہ نزول قرآن کے پانچ سو سال پیشتر کے اس یہودی مذہبی رہنما اور مورخ نے بھی قرآنی قارون کو ذہن میں رکھ کر سنی سنائی اور غیر مستند معلومات نقل کی تھیں؟

جہاں تک تین سو بار بردار جانوروں پر قارون (تورح) کے خزانوں کی کنجیاں لادنے کا تعلق ہے تو یہودی دائرۃ المعارف Jewish Encyclopaedia (جلد ۷ ص ۵۵۶) میں مذکور ہے کہ ”تورح کے خزانوں کی کنجیاں تین سو خچروں پر لادی جاتی تھیں“ (تفسیر ماجدی، انگریزی، vol. III, p. 353، تفہیم القرآن، جلد سوم، ص ۶۲۲)

میرا جو مضمون قارون سے متعلق ”الشریعہ“ میں شائع ہوا تھا، وہ دروس قرآن کے ضمن میں ٹیپ سے نقل کردہ (Transcribed) ایک لیکچر تھا جو ہمارے دفتر کے ایک سیکرٹری نے ٹیپ سے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا تھا۔ ان کے سہ قلم

سے تین سو سچڑوں کے بجائے تین سو اونٹ کتابت ہو گیا اور چونکہ توراہ کا ذکر اوپر چل رہا تھا، اس وجہ سے اسی کا نام بجائے جیوش انسائیکلو پیڈیا کے انہوں نے لکھ دیا۔ بہر حال مصنف اس پر معذرت خواہ ہے، لیکن کتابت کی اس غلطی کے باوجود یہ حقیقت فراموش نہیں کی جاسکتی کہ مذکورہ بالا دو اہم یہودی حوالوں کے پیش نظر تورح بے انتہاد دولت کا مالک تھا، خواہ اس کے خزانوں کی کنجیاں تین سو سچڑوں پر لادی جائیں یا تین سو اونٹوں پر، اور خواہ اس کا ذکر جیوش انسائیکلو پیڈیا میں ہو اور بائبل میں نہ ہو، کیونکہ قرآنی تاکیدات کے پیش نظر بائبل ایک تحریف شدہ کتاب ہے۔ پھر اہل علم سے یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ یہودی مذہب اور تاریخ سے متعلق بعض انتہائی اہم بیانات و تفصیل توراہ کی شرح تلمود میں موجود ہیں جو یہودیوں کے نزدیک ایک مقدس کتاب ہے۔

جو بات میں نے Josephus کی مذکورہ بالا کتاب کے پیش نظر تورح سے متعلق لکھی تھی، وہی بات برصغیر کے عظیم عالم و مفسر قرآن مولانا شبیر احمد عثمانی نے سورۃ القصص کی متعلقہ آیت ۶ پر اپنے تفسیری حاشیے نمبر ۸ میں کہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”وہ حضرت موسیٰ و ہارون کی خداداد عزت و وجاہت کو دیکھ کر جلتا اور کہتا کہ آخر میں بھی ان ہی کے چچا کا بیٹا ہوں۔ یہ کیا معنی کہ وہ دونوں تونبی اور مذہبی سردار بن جائیں، مجھے کچھ بھی نہ ملے۔ کبھی مایوس ہو کر شیشی مارتا کہ انہیں نبوت مل گئی تو کیا ہوا، میرے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں جو کسی کو میسر نہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے اس کی ناپاک سرشت کے اور واقعات بھی، جن کا تعلق موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کے حسد سے تھا، طبری، زنجشیری، رازی اور قرطبی سے نقل کیے ہیں جن سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ قارون بائبل کا تورح ہی تھا۔

۳۔ میرے مضمون میں تورح سے متعلق بیانات پر اعتراضات کے بعد، جن کا جواب دیا جا چکا ہے، موصوف نے تورح کی شخصیت پر ایک صفحہ سیاہ کیا ہے۔ سب سے پہلے تو توراہ کے حوالوں کے ساتھ اس کے باپ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شجرہ نسب حضرت یعقوب علیہ السلام تک دیا ہے، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ تورح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس کی چنداں ضرورت نہ تھی، کیونکہ ہمارے سب قدیم مفسرین و مومنین نے لکھا ہے کہ قارون (تورح) موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ یاسین عابد صاحب چونکہ قارون اور تورح کو دو علیحدہ علیحدہ اشخاص سمجھتے ہیں، تو اب وہ قارون کا شجرہ نسب بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ثابت کریں، یا پھر یہ ثابت کریں کہ مورخ و مفسر امام طبری نے، جن کے زمانے میں بغداد میں کافی یہود آباد تھے اور جن سے مسلمانوں کا میل جول تھا، قارون کا وہ شجرہ غلط نقل کیا ہے جو بالکل تورح کے شجرہ نسب کی طرح ہے اور لاوی بن یعقوب علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ وہ تو ہرگز ان دونوں میں سے کوئی بات ثابت نہیں کر سکیں گے، لیکن میں بائبل کے ان حافظ صاحب کو دکھاتا ہوں کہ اس تورح کے شجرہ نسب میں خود بائبل میں کتنا تضاد ہے۔

موصوف نے تورح کا شجرہ نسب دیا ہے، وہ توراہ کی کتاب خروج سے لیا گیا ہے۔ اس میں وہ اضہار بن قہات کا بیٹا ہے، لیکن اسی بائبل کی کتاب ۱۔ توارخ، ۶: ۲۲، ۲۳ میں ہے: ”قہات کا بیٹا عمیند اب۔ عمیند اب کا بیٹا تورح“۔ لیجیے، توراہ کی کتاب خروج میں یہ تورح، اضہار بن قہات کا بیٹا تھا، اب دوسری کتاب ۱۔ توارخ میں عمیند اب کا بیٹا ہو گیا۔ کیا بائبل کے حافظ یاسین عابد کی نظر سے بائبل کا یہ باب اور یہ فقرہ نہیں گزرا، یا انہوں نے جان بوجھ کر تغافل کیا ہے؟ پھر یہ کہ موصوف نے تورح کے شجرہ نسب کے لیے بائبل کی کتاب خروج کے علاوہ ۱۔ توارخ ۲: ۱۰ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اس مقام پر

اضہار اور قہات بن لاوی یعنی تورح کے باپ کا بالکل ذکر نہیں۔ اس اصحاب کے فقرہ ۲ میں ”دان، یوسف اور یوسفین، نفتالی، جد اور آشُر“ کا ذکر ہے۔ اس فقرے سے پہلے فقرے میں ہے: ”یہ بنی اسرائیل ہیں۔ روبن، شمعون، لاوی، یہوداہ، اشکار اور زبولون۔“ اس طرح ۱۔ تورح ۲: ۲۰۱ میں بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کا ذکر ہے۔ پھر ہر بیٹے کی نسل کا ذکر ہے، اور بنی لاوی کا ذکر، جن میں سے تورح تھا، اصحاب ۶ میں ہے۔

اب جناب ناقد، بائبل کے حافظ بتائیں کہ بائبل سے سنی سنائی باتیں کون نقل کر رہا ہے؟ میں یا موصوف؟ اگر وہ انصاف پسند انسان ہیں تو یقیناً یہاں وہ مشہور مصرع پڑھیں گے: ”میں الزام ان کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا“۔ اور تورح کے باپ کے بارے میں بائبل کے بالکل متضاد بیان پر میں کہوں گا، وصدق اللہ العظیم: ”يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ یعنی یہ (یہودی) کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں۔ توراہ بلکہ پوری بائبل میں بیسیوں اور مواقع پر میں تحریف ثابت کر سکتا ہوں، لیکن یہاں بائبل پر قرآن سے زیادہ اعتماد کرنے والے ناقد صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس موضوع پر مولانا رحمت اللہ کیراؤنیؒ کی بے نظیر کتاب ”اظہار الحق“ کی پہلی جلد میں دوسرا باب ”فی اثبات التحریف“ ص ۳۳۵-۵۰۸ پڑھ لیں (جدید عربی ایڈیشن، تحقیق الاستاذ عمر الدسوقی) ان کو عربی نہ آتی ہو تو اس کا ترجمہ مولانا تقی عثمانی کے قلم سے بہ عنوان ”بائبل سے قرآن تک“ پڑھ لیں، اگرچہ مجھے علم نہیں کہ انہوں نے اس کا پورا ترجمہ کیا ہے یا ناقص۔

۲۔ تورح (سب مسلمان اہل علم کے نزدیک قرآن کا قارون) سے وہ بہت زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں، اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: ”وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتا تھا، یہی وجہ تھی کہ اس نے مصر میں اپنا گھرا اور شہری حقوق و سہولیات چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی اور بحر قلزم کو عبور کیا۔ تمام بنی اسرائیل کی نشست و برخاست خدا اور اس کے نبی حضرت موسیٰ کے زیر فرمان ہی ہوتی تھی۔“ (گنتی ۹: ۲۳)

جو حوالہ موصوف نے بائبل کی کتاب گنتی کا دیا ہے، اس میں کہیں بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تورح کی مصر سے ہجرت کا ذکر نہیں، نہ اس کے مصر میں شہری حقوق و سہولیات چھوڑنے اور نہ بحر قلزم عبور کرنے اور جنگوں میں مارے مارے پھرنے کا ذکر ہے۔ اس مقام (گنتی ۹: ۲۳) پر تو صرف یہ درج ہے کہ ”وہ (بنی اسرائیل) خداوند کے حکم سے قیام کرتے اور خداوند ہی کے حکم سے کوچ کرتے تھے۔“ بلکہ اس پورے اصحاب یا باب میں مصر سے براہ بحر قلزم ہجرت بنی اسرائیل کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اب لمبی زبان والے جناب ناقد صاحب یہ بتائیں کہ سنی سنائی باتیں کون کر رہا ہے اور کیا اب میرا یہ کہنا درست ہوگا کہ موصوف نے کبھی بائبل کھول کر دیکھی ہی نہیں یا دیکھی ہے تو وہ جان بوجھ کر غلط بیانی کر رہے ہیں اور قارئین کو دھوکہ دے رہے ہیں؟ یا پھر یہ علامہ صاحب یہ تو بتائیں کہ تورح، جو ان کے بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لایا اور پکا اسرائیلی تھا، اس کو مصر میں شہری حقوق کیسے مل گئے؟ اسرائیلی تو مصر میں مبتلائے عذاب (Persecuted) تھے۔ فرعون کے دربار میں اس کے اعلیٰ مقام کا ذکر تو ہمارے مفسرین و مورخین نے کیا ہے، اس بنیاد پر کہ یہ تورح وہی قارون تھا جو اپنی قوم کے خلاف فرعون کے ساتھ ہو گیا تھا، لیکن شہری حقوق حاصل ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

۵۔ جناب ناقد بائبل (توراہ) کی کتاب خروج ۳۲: ۲۸ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”تورح، داتن، ابیرام، اون اور ان کے دوسرے ساتھی بھی ہر عمل میں اپنی قوم کے ساتھ تھے۔ پچھڑے کی پوجا کے

واقعے میں یہ اشتخاص شرک میں مبتلا ہونے والے گروہ کے خلاف اور حضرت موسیٰ و ہارون کے ساتھ تھے۔ اس واقعے میں بنی لاوی نے تمام مشرکین کو قتل کیا تھا۔ (خروج ۳۲: ۲۸)“

اس کے فوراً بعد تحریر کرتے ہیں: ”اسی وجہ سے بنی لاوی کو بنی اسرائیل میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی تھی (گنتی ۸: ۱۴) اور وہ خدا کے چنے ہوئے لوگ ٹھہرے۔ یہاں تک تو روح ایک گم نام شخص ہے۔“

اب میں پھر بائبل کے ان بزرگم خود حافظ صاحب سے کہتا ہوں کہ انہوں نے سنی سنائی باتیں لکھی ہیں، اور بائبل کھول کر بھی نہیں دیکھی (بلکہ شاید بغیر کھولے بھی نہیں) یہ انہیں کے الفاظ میں نہ دہرائے ہیں۔ اگر ان کے پاس واقعی بائبل ہے تو وہ اسے کھول کر دیکھیں۔ کتاب خروج کے مندرجہ بالا باب اور فقرے میں سرے سے تو روح و داتن وغیرہ کا نام ہی نہیں بلکہ اس پورے باب (اصحاح) میں کہیں ان کا نام نہیں، یہ بات تو علیحدہ رہی کہ انہوں نے ان مرتدین و مشرکین کی مخالفت کی تھی جنہوں نے پچھڑے کی پوجا کی تھی۔

میں ان کی اور قارئین کی اطلاع کے لیے وضاحت کیے دیتا ہوں کہ کتاب خروج ۳۲: ۲۸ میں صرف یہ لکھا ہے: ”اور بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق عمل کیا۔ چنانچہ اس دن لوگوں میں سے قریباً تین ہزار مرد کھیت آئے۔“

اس کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اس سے قبل لکھا ہے: ”اور اس (موسیٰ) نے ان (بنی لاوی) سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تم اپنی ران سے تلوار لٹکا کر پھاٹک پھاٹک گھوم کر سارے لشکر گاہ میں اپنے اپنے بھائیوں اور اپنے ساتھیوں اور اپنے اپنے بڑوسیوں کو قتل کرتے پھرو۔“

یاسین عابد صاحب ان حوالوں سے کس کو دھوکہ دے رہے ہیں؟ وہ قارئین جن کی نظر سے کبھی بائبل نہیں گزری، وہ تو اس سے مرعوب ہو جائیں گے اور دھوکہ کھا جائیں گے اور ایسے بہت سے ہیں، لیکن وہ جن کی نظر بلکہ تنقیدی نظر اس تحریف شدہ کتاب پر ہے، وہ اس سے دھوکہ نہیں کھائیں گے۔ اس موقع پر مجھے پندرہ سال پہلے کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے، کہ کراچی ٹیلی ویژن کے ایک مشہور خطیب اور میلا دخواں نے میرے ایک تحقیقی مضمون پر، جو شجرہ خاندان نبوت سے متعلق تھا، ایک تنقیدی مضمون لکھا جس میں ہفت روزہ تکبیر کے قارئین کو مرعوب کرنے کے لیے کچھ عربی کتابوں کے جھوٹے حوالے بھی لکھے۔ پھر اس کا جواب میں نے اسی ہفت روزے میں شائع کیا تو انہوں نے اپنے ہمدانی کے زعم میں تاریخ نبی امیہ سے متعلق کچھ سوالات اٹھائے جن میں ناصیبت کارنگ تھا، اور اسی طرح کا جارحانہ انداز بیان اختیار کیا جو یاسین عابد صاحب کا ہے، اور پھر ساتھ ہی مزید جھوٹے حوالے۔ میں نے اس کا بھی مفصل و مدلل جواب دیا، الحمد للہ کہ اہل علم نے میری تحریروں کو پسند کیا۔ بعض بزرگ میرے پاس تشریف بھی لائے۔ اس طرح وہ تحریری مناظرہ ایک کتابی شکل اختیار کر گیا اور دو سال قبل ”خانوادہ نبوی و عہد نبی امیہ“ کے نام سے میرے یہاں سے ہی اشاعت پزیر ہوا۔ اب یہ ایڈیشن تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

۶۔ آخر میں موصوف نے قارون کی دولت پر خام فرسائی کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اس نے اپنی دولت کی حفاظت، قرضوں کے لین دین اور سود کے حساب کتاب کے لیے منشیوں، خزانچیوں، مسلح پھرے داروں، سپاہیوں اور عاملوں کا ایک پورا نیٹ ورک بنا رکھا تھا۔ (۲۸: ۷۶)“

مضمون نگار صاحب بائبل کے انداز حوالہ جات سے متاثر ہیں، چنانچہ انہوں نے اس عبارت کے لیے سورہ القصص

کی آیت نمبر ۷۶ کا حوالہ بائبل کے انداز پر دیا ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کے حوالے سورتوں کے نام اور آیات کے نمبروں سے ہوتے ہیں۔ یہی وہ اسلوب ہے جو اہل علم میں رائج ہے۔ اسی اسلوب پر عصر کی مشہور مجمع اللغۃ العربیہ (عرب لسانیات اکیڈمی) کی ضخیم کتاب ”معجم الفاظ القرآن الکریم“ (دو جلدیں) مرتب کی گئی ہے۔ بہر کیف ان کی بیان کردہ تفصیلات کا مذکورہ آیت میں کوئی ذکر نہیں۔ پھر یہ خیالی گھوڑے کس لیے دوڑائے گئے ہیں؟

انہوں نے اس موقع پر پھر دہرایا ہے کہ قارون کا ذکر بائبل میں نہیں۔ کوئی شک نہیں کہ قارون کا نام نہیں لیکن تورح اور قارون اسی طرح تقریبی مشابہت رکھتے ہیں جس طرح مصری تاریخ کا ”فرعو“ اور بائبل اور قرآن کا ”فرعون“۔ ایسی قریبی مشابہت بنی اسرائیل کے بہت سے قرآنی اور توراتی ناموں میں بھی نظر آتی ہے۔ دونوں جگہ مکمل یکسانیت نہیں۔ ہم قارون اور تورح کے ایک ہی شجرہ نسب اور تقریباً دو ہزار سال قبل کے یہودی مورخ یوسفوس کی کتاب کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ قارون اور تورح ایک ہی شخص ہے۔ اب آخر میں بائبل کے نئے حوالوں سے، جن سے یاسین عابد صاحب یا تو غافل ہیں یا انہوں نے قصداً ان کو چھپایا ہے، ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ تورح، موصوف کے بیان کے برخلاف، صحرائے سینا میں نہیں بلکہ مصر میں اپنے محل کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا، جس کی تصدیق قدیم مصری تاریخ کے ماہرین اور علمائے آثار قدیمہ کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔

بائبل (توراة) کی پانچویں کتاب التثنیہ یا استثنا (Deuteronomy) میں ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر سینا میں دشت نوردی کر رہے تھے تو اس دور میں حضرت موسیٰ کے مخالفین ”داتان اور ابیرام کو جو الیاب بن روبن کے بیٹے تھے..... سب اسرائیلیوں سمیت زمین نے اپنا منہ پیا کر ان کے گھرانوں، خیموں اور ہر ذی نفس جو ان کے ساتھ تھا، نکل لیا۔“ (استثنا ۱۱:۶) یہاں ان زمین میں دھنسائے جانے والوں میں تورح کا نام نہیں، جبکہ کتاب گنتی ۱۶:۳۱، ۳۲ میں تورح کا نام ہے۔ یہ اسی طرح کا ایک تضاد ہے جس کا ذکر ہم تورح کے باپ کے نام کے سلسلے میں کر چکے ہیں، اور اس کا سبب یہ ہے کہ بائبل کے کلدانی بادشاہ نبوخذ نصر نے (بائبل کا نبوخذ نصر) جو عربی کے اثر سے اردو میں بخت نصر مشہور ہے، یروشلم کو اپنے دوسرے حملے ۵۸۶ قبل مسیح میں بالکل تباہ کر دیا تھا، ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا تھا اور توراة کے سارے نسخے جلا دیے تھے۔ تقریباً پچاس سال بعد ایران کے پہلے بھاشنی (اکمینی) بادشاہ کوروش (بائبل خوروش، کتاب عزرا، انگلش Cyrus) نے یہودیوں کو فلسطین واپس جانے اور دوبارہ ہیکل (معبد) بنانے کی اجازت دی جو دوسرے بھاشنی شاہ ایران خوشایار خوش (بائیل، عزرا: ارتخششتا، یونانی و انگریزی Xraxes) کے زمانے میں ۵۱۵ قبل مسیح میں بن سکا اور اسی عہد میں عزرا کا ہن نے اپنی یادداشت سے توراة (بائیل عہد قدیم) کو دوبارہ لکھا جس کی وجہ سے اس میں کافی اغلاط اور تضادات پائے جاتے ہیں۔ پھر موجودہ بائبل میں تو اس کے بعد بھی تحریف ہوئی ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، لیکن اس موضوع اور یہودی تاریخ پر ڈاکٹر احمد شلمی (مصری) کی بہترین کتاب ”الیہودیہ“ (قاہرہ، ۱۹۸۲) دیکھی جاسکتی ہے۔

بہر حال قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس طرح بائیل کی کتاب استثنا میں داتن اور ابیرام کے ساتھ تورح کے زمین میں دھنسائے جانے کا ذکر نہیں، اسی طرح بائبل کی ایک دوسری اہم کتاب زبور میں، جہاں داتن اور ابیرام کے زمین میں دھنسائے جانے کا ذکر ہے، وہاں بھی تورح کا نام نہیں۔ زبور ہی بائبل کی وہ کتاب ہے جس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی کیونکہ



یہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بنی اسرائیل کے اظہار بندگی کے ترانے ہیں اور ان کے لیے اپنے گناہوں کا اعتراف بھی ان ترانوں میں ہے جن کو بآسانی حفظ کیا جاسکتا ہے۔ یہی وہ زبور ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی۔

زبور کے مزمور ۱۰۶ میں ہے: ”انہوں (بنی اسرائیل) نے خیمہ گاہ میں موسیٰ اور خداوند کے مقدس مرد ہارون پر حسد کیا۔ سوز مین بچھی اور داتن کو نکل گئی اور ابرام کی جماعت کو کھا گئی۔“ (مزمور ۱۰۶: ۱۶، ۱۷) زبور کی تصریح (یہی مزمور، فقرات ۶ تا ۱۵) کے مطابق یہ واقعہ سینا میں پیش آیا، اور حسد کرنے والے روبن بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے جبکہ موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور قورح (قارون) لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اسی لیے داتن اور ابرام و دیگر جو اولاد روبن سے تھے، موسیٰ علیہ السلام سے ان کی نبوت کے سبب حسد کرتے تھے۔

قورح کے حسف فی الارض (زمین میں دھنسائے جانے) کا واقعہ اس سے قبل مصر میں ہو چکا تھا۔ قرآن کریم نے کتاب استنشا اور زبور کی روایت کی تصدیق کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ مصر میں تھے کہ قارون (قورح) اور اس کا مکل زمین میں دھنسائے گئے۔ ورنہ سینا میں تو سارے اسرائیلی خیموں میں رہتے تھے۔ وہاں قورح نے کون سا مکل اور کہاں تعمیر کیا تھا؟ اسی لیے بائبل کی مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں داتن اور ابرام کے گھروں کا ذکر نہیں، بلکہ خیموں کا ذکر ہے۔

مصر میں قارون (قورح) اور اس کے مکل کے زمین میں دھسنے کا ذکر توراہ کی ایک قدیم شرح مدارش (Midrash) کی روایت میں بھی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک بہت بڑا حسف فی الارض رعمسیس اور پتوم میں ہوا جو مصر کے مشہور شہر تھے۔ اس حادثے میں بنی اسرائیل بھی ہلاک ہوئے۔ (مقالہ قارون، تعلیقہ، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی (جلد ۱/۱۱۶) بقلم جناب عبدالقادر) اس شہر رعمسیس (یا برعمسیس) اور پتوم کا ذکر عظیم مصری مورخ و ماہر علم الآثار سلیم حسن کی کتاب ”مصر القدیمہ“ (جلد ۶) میں بھی ہے۔ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی میں مقالہ ”قارون“ پر تعلیقہ (نوٹ) لکھنے والے عبدالقادر صاحب کا Commentary on the Bible, Peake 1952 کے حوالے سے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ قارون کے بارے میں دو الگ الگ کہانیوں کو کسی بعد کے مرتب نے یکجا کر دیا۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں اس قسم کے دو حادثے ہوئے تھے۔ مردور زمانہ کے باعث قورح (قارون) کی کہانی داتن اور ابرام کے حادثے کے ساتھ جوڑ دی گئی۔

یہ ہے وہ بائبل اور قورح سے متعلق اس کے متضاد بیانات جن کو یاسین عابد صاحب نے مستند مانا ہے اور صرف کتاب گنتی و خروج کے حوالے دے کر قارئین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہم نے قدیم و جدید عرب و غیر عرب مفسرین کے اقوال اور بائبل کی دوسری کتابوں (استنشا اور زبور) کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن کا قارون ہی بائبل کا قورح تھا۔ جناب ناقد کی غلط بیانیوں کا بھانڈا بھی پھوٹ گیا ہے، اور ساتھ ہی بائبل جس کو کتاب مقدس کا نام دیا جاتا ہے، اس کی حقیقت بھی سامنے آگئی ہے۔